جی-7 سربراہ اجلاس اور عالمی مسائل

جی-7 میں امریکہ، برطانیہ، فرانس، اٹلی، جرمنی، کناڈا اور جاپان شامل ہیں۔ اٹلی اس وقت جی-7 سربراہ اجلاس کی صدارت اور میزبانی کر رہا ہے۔ اگرچہ یوروپی یونین جی- 7 کا رکن نہیں ہے لیکن سالانہ چوٹی اجلاس میں اس کی نمائندگی ہوتی ہے۔جی-7 چوٹی کانفرنس میں پی ایم مودی نے کہا، 21"ویں صدی ٹیکنالوجی کی صدی ہے۔ انسانی زندگی کا شاید ہی کوئی ایسا پہلو ہو گا جو ٹیکنالوجی کے اثر سے محروم ہو۔ ایک طرف، ٹیکنالوجی انسان کو چاند تک جانے کا حوصلہ دیتی ہے۔ دوسری طرف، یہ سائبر سیکورٹی جیسے چیلنجز بھی پیدا کرتی ہے۔“

پروفیسر نیلم مہاجن سنگھ

گروپ 7 کے پچاسویں چوٹی اجلاس میں شرکت کے لیے عالمی لیڈر اٹلی میں جمع ہوئے۔ تیسری بار وزیراعظم بننے کے بعد نریندر مودی کا یہ پہلا غیر ملکی دورہ تھا۔اٹلی کی وزیراعظم جارجیا میلونی نے اپولیہ میں منعقد جی-7 سربراہ اجلاس میں جو مشہور تفریح گاہ بورگو ایگنازیا میں ہوا تھا، مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ گروپ 7 اجلاس میں امریکہ، برطانیہ، فرانس، اٹلی، جرمنی، کناڈا اور جاپان شامل ہیں۔ اٹلی اس سربراہ اجلاس کی صدارت کر رہا ہے۔ وہ چوٹی کانفرنس میزبان بھی ہے اس اجلاس میں کئی اہم ایشوز پر غور کیا گیا۔ جن امور پر گفتگو ہوئی اس میں یوکرین روس تنازع، حماس اسرائیل جنگ، چین اور مغربی ممالک کے درمیان اقتصادی کشیدگی سمیت مختلف مسائل پر فیصلے کیے گئے۔ پہلے اجلاس میں افریقہ، موسمیاتی تبدیلی، ترقی، مشرق وسطیٰ اور یوکرین پر بطور خاص گفتگو ہوئی۔

اس اہم اجلاس میں مہاجرین کے ایشوز، انڈو پیسیفک، اقتصادی امور سلامتی اور مصنوعی ذہانت جیسے مسائل پر بھی تبادلۂ خیال کیا۔ اس سربراہ اجلاس میں عیسائی مذہبی لیڈر پاپ بھی شریک ہوئے اور اس طرح یہ اجلاس تاریخ رقم کر گیا جس میں عیسائیوں کے سب سے بڑے مذہبی رہنما پاپ بھی شامل ہوئے اور انہوں نے خطاب بھی کیا۔ وزیر اعظم نریند رمودی نے یوکرین کے صدر ویلادیمیر زیلنسکی، صدر فرانس، ایمونویل میکرون، برطانیہ کے وزیر اعظم رشی سنک کے ساتھ بھی دوطرفہ ملاقات کی۔ ہندوستان کے علاوہ اٹلی نے افریقہ، جنوبی امریکہ اور ہند بحرالکاہل خطے کے 11 ترقی پذیر ممالک کے رہنماؤں کو اس اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے بلایا گیا تھا۔

جی-7 میں امریکہ، برطانیہ، فرانس، اٹلی، جرمنی، کینیڈا اور جاپان شامل ہیں۔ اٹلی اس وقت جی-7 سربراہی اجلاس کی صدارت اور میزبانی کر رہا ہے۔ اگر چہ یورپی یونین جی- 7 کی رکن نہیں ہے لیکن سالانہ چوٹی اجلاس میں ان کی نمائندگی ہوتی ہے۔ جی-7 چوٹی کانفرنس میں پی ایم مودی نے کہا، 21"ویں صدی ٹیکنالوجی کی صدی ہے۔ انسانی زندگی کا شاید ہی کوئی ایسا پہلو ہوگا جو ٹیکنالوجی کے اثر سے محروم ہو۔ ایک طرف، ٹیکنالوجی انسان چاند تک جانے کا حوصلہ دیتی ہے۔ دوسری طرف، یہ سائبر سیکورٹی جیسے چیلنجز بھی پیدا کرتی ہے۔ آخر ان بین الاقوامی کانفرنسوں کا کیا فائدہ ہے؟ ہمیں مل کر اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ ٹیکنالوجی کے فوائد معاشرے کے تمام طبقوں تک پہنچیں، معاشرے کے ہر فرد کی صلاحیتوں کو اجاگر کیا ہے، سماجی نابرابری کو ختم کرنے میں مدد کریں، اور انسانی طاقتوں کو محدود اور مسدود کرنے کے بجائے ان میں اضافہ کریں۔ یورپی پارلیمنٹ کے انتخابات جی-7 سربراہی اجلاس سے پہلے منعقد ہوئے۔ اس موقع پر وزیر اعظم نریندر مودی نے ہندوستان میں ہونے والے عام انتخابات کا ذکر بھی کیا جس میں 2600 سے زائد سیاسی جماعتوں نے اس الیکشن میں حصہ لیا۔ 5 ملین سے زیادہ الیکٹرانک ووٹنگ مشینیں، 15 ملین پولنگ اسٹاف اور تقریباً 970 ملین ووٹرز، جن میں سے 640 ملین لوگوں نے اپنا حق رائے دہی استعمال کیا۔ پی ایم مودی نے کہا، "سب سے پہلے، میں اس کانفرنس میں مدعو کرنے کے لیے وزیر اعظم میلونی کا ان کی مہمان نوازی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں میں چانسلر شولز کو ان کی سالگرہ پر نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں۔ جی-7 سربراہ اجلاس خاص اور تاریخی دونوں ہے اس گروپ کی پچاسویں سالگرہ پر جی-7 کے تمام دوستوں کو بہت بہت مبارک ہو۔

اس موقع پر مصنوعی ذہانت، توانائی، افریقہ اور بحیرہ روم پر جی-7 آؤٹ ریچ اجلاس میں تبادلۂ خیال ہوا۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے برطانوی وزیر اعظم رشی سنک سے بات کی۔

دوسری جانب روسی صدر پیوٹن نے امن کی تجویز پیش کر دی ہے۔ اس میں یوکرین کو کسی بھی گروپ یا اتحاد سے وابستہ نہ ہونے کا مشورہ دیا گیا ہے اور یوکرین کے کو روس کا حصہ تسلیم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ پی ایم نے رشی سنک کے ساتھ سیمی کنڈکٹر سمیت کئی مسائل پر تبادلہ خیال کیا۔ پی ایم مودی نے ٹویٹر پر لکھا، "میں نے این ڈی اے حکومت کے تیسرے دور میں ہندوستان- برطانیہ کے درمیان اسٹریٹجک پارٹنرشپ کو مزید مضبوط کرنے کے اپنے عزم کو دہرایا۔ سیمی کنڈکٹرز، ٹیکنالوجی اور تجارت جیسے شعبوں میں تعلقات کو وسیع کرنے کی بہت زیادہ گنجائش ہے۔ تعلقات کو مزید مضبوط بنانے پر بات کی۔

ایمونویل میکرون نے بھی کئی مسائل پر بات کی۔ وزارت خارجہ کے ترجمان رندھیر جیسوال نے ٹویٹ کیا کہ وزیر اعظم نریندر مودی نے اٹلی کے اپولیہ میں 50 ویں جی-7 سربراہی اجلاس کے موقع پر فرانسیسی صدر ایمینوئل میکرون سے ملاقات کی۔ دونوں رہنماؤں نے پارٹنرشپ کو مزید مضبوط کرنے کے طریقوں پر تبادلہ خیال کیا۔ دفاع، جوہری، خلائی، تعلیم، موسمیاتی تبدیلی، ڈیجیٹل پبلک انفراسٹرکچر، ٹیکنالوجیز، کنیکٹوٹی اور ثقافت کے شعبوں میں یہ ضروری ہے کہ ان سیاست دانوں کو مل کر پر بات چیت کی جائے تا کہ قیام امن کے لیے کام کیا جاسکے۔ اپولیا کے ایک ہندوستانی ریستوران میں جوش وخروش کا ماحول تھا، جہاں ریسٹورنٹ کے عملے نے نریندر مودی سے ملاقات کی، یوکرین کے صدر ولادیمیر زیلینسکی نے جنگ زدہ یوکرین کے لیے جی-7 اجلاس کے دوران ایک اہم ایجنڈا کے لیے بڑھتے ہوئے تعاون کا اعلان کیا۔ اٹلی میں جی-7 رہنماؤں نے اٹلی کے سربراہی اجلاس میں یوکرین کے لیے 50 بلین ڈالر کے نئے قرضے پر اتفاق کیا ہے۔ 'نمستے' بھی عالمی بن چکا ہے۔ پی ایم میلونی کو امریکی صدر جو بائیڈن، جرمن چانسلر اولاف شولز، کینیڈا کے وزیر اعظم جسٹن ٹروڈو، فرانس کے صدر ایمونویل میکرون، جاپان کے وزیر اعظم فومیو کشیدا سمیت کئی رہنماؤں کا خیر مقدم کرتے ہوئے دیکھا گیا۔

عالمی رہنماؤں نے جی-7 سربراہی اجلاس میں عالمی چیلنجوں کے حل اور روشن مستقبل کے لیے بین الاقوامی تعاون بڑھانے کے لیے نتیجہ خیز بات چیت کی۔ اس دوران ایک بار پھر خالصتانی دہشت گرد گروا پونت پنو کا معاملہ بھی اٹھایا گیا۔ سب سے اہم بات یہ کہ فلسطین میں اسرائیل کے ساتھ جنگ کو مکمل طور پر ختم کرنے پر اتفاق کیا گیا۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے مسلسل پانچویں بار جی-7 اجلاس میں ہندوستان کی نمائندگی کی ہے۔

گروپ 7 کے چوٹی اجلاس میں ہندوستان گیارہویں مرتبہ شرکت ہوا ہے۔ ایک بار پھر ڈاکٹر ایس۔ جے شنکر وزیر خارجہ بن گئے، اور خارجہ سکریٹری ونے کواترا نے تمام نکات کو عالمی سطح پر ہندوستان کی ساکھ پر مرکوز کیا۔ جہاں ایک طرف سائنس اور ٹیکنالوجی تیزی سے ترقی کر رہی ہے تو دوسری طرف جنگی ہتھیار، جوہری ہتھیار عالمی امن میں انسانیت کو سبوتاژ کر رہے ہیں۔ بعض ناقدین ان بین الاقوامی سربراہی کانفرنسوں کو محض 'کچھ ممالک کے سیاستدانوں کی پکنک پارٹیاں' سمجھتے ہیں! حالانکہ یہ درست ہے کہ عالمی برادری کو متحد کر کے بدامنی کا خاتمہ کر کے عالمی امن کا پیغام دیا گیا ہے اور دنیا کے مسائل کا حل بات چیت کے ذریعے تلاش کرنا ضروری ہے۔ آخر کار، تمام عالمی رہنما بہت پر عزم ہیں اور وہ مل کر دنیا کو امن کی راہ پر آگے لے جانے کی طاقت رکھتے ہیں۔

(مضمون نگار سینئر صحافی، تجزیہ کار اور سالیڈیٹری فار ہیومن رائٹس سے وابستہ ہیں)

singhnofficial@gmail.com

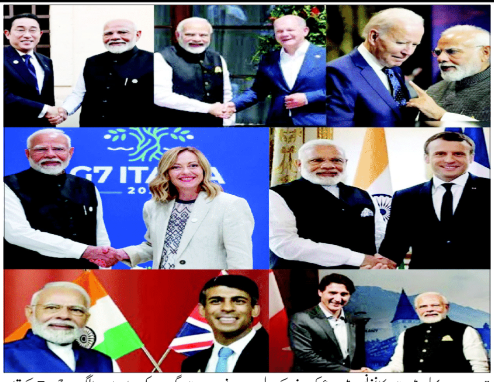

تحریک آزادی ہندو مسلم اتحاد کی روشن مثال

ڈاکٹر ریحان اختر قاسمی

ہندوستان اس چمن کے مانند ہے جہاں مختلف انواع واقسام کے پھول اپنی بھینی بھینی خوشبوؤں سے پوری فضا کو معطر کیے رہتے ہیں اور اپنے رنگ و بو کے ذریعہ اس چمن کی زینت و رونق بڑھاتے ہیں۔ اس عظیم ملک ہندوستان میں مختلف نسل، زبان، مذہب اور مختلف علاقے کے لوگ ان تمام بندشوں سے بالاتر ہو کر محض ایک ہندوستانی ہونے کی حیثیت سے قدیم زمانے سے آپسی بھائی چارہ اور اتحاد و اتفاق سے پُر ماحول میں ساتھ ساتھ رہتے چلے آئے ہیں۔ ایک دوسرے کے دُکھ، درد اور خوشی و مسرّت کے موقعہ پر اپنے تعاون سے اس بھائی چارگی کے رشتہ کو مہمیز فراہم کرتے رہے ہیں۔

انگریزوں نے جب ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ کیا اور یہاں کے باشندوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تو تمام باشندگان ہند جملہ حدود و قیود سے آزاد ہو کر ہندوستان کی مشترکہ تہذیب اور قومیت کے تحفظ کے لیے میدان کارزار میں کود پڑے اور اپنی جان تک کی بازی لگادی۔ اس جنگ آزادی کی کامیابی کو کسی ایک فرد، ایک جماعت، ایک علاقہ، ایک زبان یا کسی ایک مذہب کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ تمام مذاہب تمام زبانوں اور تمام علاقوں کی مشترکہ جدوجہد کا نتیجہ تھا کہ یہ ملک جنت نشاں ہندوستان انگریزوں کے غاصبانہ تسلط سے آزاد ہوسکا۔

ہمیں تحریک آزادی کی کامیابی کی روح جو کہ باہمی اشتراک اور تعاون ہے اس کو ہر حال میں زندہ رکھنا ہوگا اور اپنے جملہ مقاصد کی کامیابی میں اسی جذبہ اور روح کو پیش نظر رکھنا ہوگا، جب ہی ہم خود اپنی اور اپنے ملک کی ترقی کی بات کر سکتے ہیں اور اس کے لیے منصوبہ سازی کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ نہ صرف ہماری اخلاقی بلکہ قومی ذمہ داری ہے کہ ہم ان عظیم مجاہدین کی عظمت کو باقی رکھیں جنہوں نے ایثار کا مظاہر کیا اور آنے والی نسلوں کے مستقبل کو تابناک بنانے کے لیے اپنے حال کی قربانی پیش کی، ان کی عظیم قربانی بلاشبہ بے لوث اور بے غرض تھی اس لیے ان کے خلوص کے چمن کی آبیاری کرنا، ان کی یادوں کو باقی رکھنا اور ہندوستان کی تعمیر و ترقی کے حوالے سے دیکھے گئے ان کے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کرنا ہماری بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

جتنا ضروری انسانی زندگی کی بقا و سالمیت کے لیے اس کی سانس کا آنا اور جانا ہے اسی طرح اس بات کو بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ان مجاہدوں نے کس طرح سے ملک کو انگریز سامراج سے آزاد کرایا تھا۔ کس طرح سے انہوں نے ملک کی آزادی کے لیے اپنی سب سے قیمتی چیز جان تک کی بازی لگانا گوارا کر لیا تھا۔ کس طرح ان اکابرین نے ہندو مسلم اتحاد کا ثبوت پیش کیا تھا۔ کس طرح سے ذات برادری کی کھائی کو پاٹ کر آپسی بھائی چارہ کے ساتھ ملک کو آزادی دلائی تھی کیا اسباب و وجوہات تھیں جس کے پیش نظر باشندگان ہند نے ملک کی آزادی کو زندگی کا نصب العین بنالیا تھا۔ تو اگر ہم کو احسان فراموش کے زمرے میں داخل ہونا ہے تو ان کی قربانیوں کو پس پشت ڈال دیا جائے۔ لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا ہوگا جو قومیں اپنے اکابرین کی قربانیوں کو بھول جاتی ہیں تاریخ گواہ ہے کہ تاریخ کے صفحات سے ان کے کارنامے تو درکنار ان کے نام تک مِٹ جاتے ہیں۔ افسوس ہم مغربیت سے متاثر ماحول اور مادہ پرستی کے دور میں عظیم سپوتوں کے کارناموں کو بھولنے لگے ہیں یہ ہمارے لیے نیک شگون نہیں ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو بزرگوں کے کارناموں اور قربانیوں سے واقف کراسکیں تا کہ قوم کے زندہ ہونے کا ثبوت مل سکے۔

جنگ آزادی میں لاکھوں ہندوستانیوں کا خون بہا لیکن ان میں سب سے زیادہ علماء و مشائخ کا نمایاں کردار رہا ہے جنہوں نے ہندوستان کی آزادی کا خواب دیکھنے والوں کے خواب کو شرمندہ تعبیر کر دیا۔ یہ وہ مقدس جماعت تھی جو ملک کی حفاظت اور انگریزی سامراجی سے ملک کو آزاد کرانا اپنا جزو ایمان سمجھتی تھی۔ انگریزوں کی نظر میں ان کے سب سے بڑے دُشمن علماء کرام کی جماعت تھی۔ دلی پر فتح پانے کے بعد انگریزوں نے ان تمام لوگوں کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنایا جو مولویانہ وضع وقطع کے حامل تھے اور ان کو وہ پھانسی پر لٹکا دیتے تھے۔ پورے ملک میں صرف پندرہ دنوں میں دو لاکھ مسلمان شہید ہوئے جن میں (۵۱) اکیاون ہزار علماء کرام تھے۔

> **تحریک آزادی کی کامیابی کی روح جو کہ باہمی اشتراک اور تعاون ہے اس کو ہر حال میں زندہ رکھنا ہوگا اور اپنے جملہ مقاصد کی کامیابی میں اسی جذبہ اور روح کو پیش نظر رکھنا ہوگا، جب ہی ہم خود اپنی اور اپنے ملک کی ترقی کی بات کر سکتے ہیں اور اس کے لیے منصوبہ سازی کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ نہ صرف ہماری اخلاقی بلکہ قومی ذمہ داری ہے کہ ہم ان عظیم مجاہدین کی عظمت کو باقی رکھیں جنہوں نے ایثار کا مظاہر کیا اور آنے والی نسلوں کے مستقبل کو تابناک بنانے کے لیے اپنے حال کی قربانی پیش کی۔**

انگریزوں کے خلاف وہ تصور جہاد جو اسلامی تعلیمات کی رو سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے افکار میں ظاہر ہوا تھا، وہ انقلابی منشور اور وہ انتظام و انصرام کا ضابطۂ آزادی ہند جو شاہ عبدالعزیز نے مرتب کیا تھا اور وہ مشعل آزادی جو شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید اور حافظ ضامن شہید نے اپنے لہو سے روشن کیا تھا اسی مشعل کی روشنی دارالعلوم دیوبند کے بانیان کے ذریعہ پورے ہندوستان میں پھیلی۔ اگر ایک طرف دارالعلوم دیوبند کے بانیان و ذمہ داران و علماء کرام کی وہ مقدس جماعت جن میں مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، حاجی امداداللہ مہاجر مکی، حاجب عابد علی، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، مولانا عبیداللہ سندھی، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا شاہ عطاء اللہ بخاری، مولانا فرنگی محلی مولانا مملوک علی، مولانا یعقوب نانوتوی، وغیرہ اور بہت سارے علماء کرام نے وطن عزیز کی تقدیر کو اپنے خون جگر سے سینچا تھا تو دوسری طرف سرسید علیہ الرحمہ کے ہاتھوں بنایا ہوا مسلمانوں کا علمی و ادبی اور تہذیبی و ثقافتی قلعہ، ہندوستانی مسلمانوں کا دھڑکتا دل اور ان کے بے تاب آرزوؤں و تمناؤں کا مرکز و محور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے بھی وطن عزیز کی آزادی کے لیے اپنے کوکھ میں پلنے والے قوم کے سپوتوں کو ملک کی آزادی کے لیے تیار کیا اور ملک کی آزادی میں حصہ داری کو اپنے لیے قابل فخر سمجھا اور اپنے طالب علموں کی غیرت کو اور ان کے ضمیر کو للکارا کہ قوم کے درخشاں ستاروں آج ملک وقوم کو تمہاری ضرورت ہے۔ اور ہندوستان کی بنجر زمین تمہارے پاک خون سے لالہ زار ہونے کی متمنی ہے لہٰذا اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دو۔ تو مادر درس گاہ کے طالب علموں اور قوم کے نونہالوں نے ملک کی آزادی کے لیے اپنا چین وسکون سب کچھ قربان کر دیا اور اپنی جان نچھاور کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ ان میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا حسرت موہانی، خان عبدالغفار خان، ڈاکٹر یوسف کچلو، راجہ مہندر پرتاپ سنگھ، حافظ محمد ابراہیم، شیخ محمد عبدالقدیر اور ٹھاکر ملکھان سنگھ وغیرہ مادر علمی کے یہ وہ زندہ وتابندہ ستارے ہیں جو مطلع ہند پر ہمیشہ ضیا پاشی کرتے رہیں گے۔

ملک کی آزادی میں ایک اور طبقہ بہت سی سرگرم و فعال تھا اور وہ نوجوانوں کا گروہ تھا جن کے اندر غیرت وحمیت پیوست تھی اور جو جذبہ آزادی سے سرشار تھے۔ ان کے ضمیر نے ان کو آواز دی کہ آج ملک کو تمہارے خون کی ضرورت ہے تو بلا شک وتردد خرمن باطن کو شعلۂ آزادی سے جلا کر خاکستر کر دینے کے لیے بیتاب ہوگئے، اس آگ میں جلنے کے لیے تیار ہو گئے جس آگ کو ان کے بزرگوں نے اور وطن کے جانباز سپاہیوں نے اپنے جسم کا ایندھن بنا کر شعلہ زار بنا دیا تھا ان نوجوانوں میں بھگت سنگھ، چندر شیکھر آزاد، رام پرساد بسمل، اشفاق اللہ خان، رام کرشن کھتری، راج کمار سنہا، کرشن کھنہ، رام دلارے ترویدی، بھیندرناتھ سانیال، پرن ویش کمال چٹرجی، رام ناتھ پانڈے وغیرہ۔ ان نوجوانوں نے انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور جابرانہ و آمرانہ نظام حکومت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا عزم کر لیا، اس کے لیے ان میں سے بہت سے نوجوانوں نے اپنی جان تک کی بازی لگادی، گورکھپور جیل میں رام پرساد بسمل، نے پھانسی کے پھندے کی طرف چلتے ہوئے کہا کہ مادر وطن زندہ باد، پھانسی کے پھندے پر کھڑے ہو کر انہوں نے اپنی آخری خواہش کا اظہار کیا کہ میں برطانوی سامراج کا خاتمہ چاہتا ہوں، اشفاق اللہ خان نے فیض آباد میں پھانسی کے دن صبح غسل کر کے نماز پڑھی اور کچھ دیر قرآن کی تلاوت کی اور بند کر کے قرآن کو اپنی آنکھوں سے لگایا حاجیوں کی طرح لبیک کہتے ہوئے تختۂ دار پر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ ”میرے ہاتھ کبھی انسانی خون سے نہیں رنگے خدا کے یہاں میرا انصاف ہو۔ انہوں نے اپنی خواہش کا کچھ اس انداز میں اظہار کیا

کچھ آرزو نہیں ہے تو یہ ہے
رکھ دے کوئی ذرا سی خاک وطن کفن میں

جنگ آزادی تو ہندو مسلم ایکتا، اتحاد و یکجہتی کی ایک زندہ مثال تھی، ہمیشہ ہمارے اکابرین نے خلوص نیت کے ساتھ ملک کی سالمیت و بقا کے لیے مجاہدانہ و سرفروشانہ کردار ادا کیا، حضرت شیخ الہند کا یہ تاریخی جملہ یقیناً قابل تحسین ہے، آپ نے فرمایا ”کچھ شک وشبہ نہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کے ہم وطن اور ہندوستان کی سب سے زیادہ کثیر التعداد قوم (ہندو قوم) کو کسی نہ کسی طریق سے آپ کے ایسے پاک مقصد کے حصول میں مؤید بنا دیا ہے اور میں ان دونوں قوموں کے اتحاد و اتفاق کو بہت ہی مفید اور منتج سمجھتا ہوں اور حالات کی نزاکتوں کو محسوس کر کے جو کوشش اس کے لیے فریقین کے عمائد نے کی ہے اور کر رہے ہیں اس کے لیے میرے دل میں بہت قدر ہے۔“

آیئے ہم عزم کریں کہ ان مجاہدین کی قربانیوں کو اور ان کے لہو کو رائیگاں نہیں ہونے دیں گے، بلا فرق مذہب وملّت ہندوستان کو آگے بڑھانے کی سرفروشانہ جدوجہد جاری رکھیں گے اور فرقہ پرستی اور بدامنی سے پاک ایک صالح ہندوستان کی تشکیل کے لیے مذہب و ذات اور علاقہ وزبان کی دیوار کو اپنے بیچ حائل نہیں ہونے دیں گے۔

کتنی بربادی ہے مقدر میں آبادی کے بعد
کیا بتاؤں مجھ پہ کیا گزری ہے آزادی کے بعد

hamsraihan@gmail.com

آر ایس ایس اور بی جے پی میں آخر کیوں ٹھن گئی

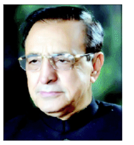

شاہد زبیری

نریندر مودی کے تیسری مرتبہ وزیر اعظم کا حلف لیتے ہی آر ایس ایس اور بی جے پی میں ان دنوں ٹھن گئی ہے اسی کو کہتے ہیں کہ سر منڈاتے ہی اولے پڑ گئے۔ کسے معلوم تھا کہ آر ایس ایس کی کوکھ سے جنم لینے والی جن سنگھ جو آگے چل کر بی جے پی کہلائی اور آر ایس ایس کی آغوش میں ہی پلی بڑھی اب اسی بی جے پی اور آر ایس ایس میں ٹھن جائے گی کوئی سوچ سکتا تھا۔ جسے پہلے محلاتی سازش کہا جاتا تھا آج اس کو سیاسی مفادات کی جنگ کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ دہلی میں انا ہزارے کے سارے تماشے کے پیچھے بی جے پی سے زیادہ آر ایس ایس کا ہاتھ تھا جو بھیڑ تھی وہ بھی آر ایس ایس کی لائی ہوئی تھی پھر جو ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔ 2004 سے 2014 تک 10 سال بلا شرکت غیرے چلنے والی کانگریس سرکار کو جانا پڑا اور خلاف توقع 2014 میں بی جے پی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا اور بی جے پی کی قیادت والی این ڈے سرکار اقتدار میں آگئی حیرت میں ڈالنے والی دوسری بات یہ ہوئی کہ گجرات کے وزیر اعلیٰ رہ چکے سنگھ پریوار کے پرچارک نریندر مودی کے سر پر وزیر اعظم کا تاج رکھ دیا گیا عین ممکن تھا کہ 2019 میں بی جے پی سرکار اینٹی ان کمبنسی اور اپنی ناکامیوں کے سبب دوبارہ اقتدار میں نہ آتی کہ اچانک پلوامہ کا واقعہ پیش آگیا جو مودی سرکار کیلئے سنجیونی ثابت ہوا دونوں مرتبہ بی جے پی کی سرکار بنانے میں آر ایس ایس نے اہم کردار نبھایا۔ دوسری مرتبہ وزیر اعظم بننے کے بعد نریندر مودی اور وزیر داخلہ امت شاہ کی جوڑی کو لگنے لگا کہ بی جے پی کو دوسری مرتبہ مکمل اکثریت کے ساتھ آنے میں کسی کا کوئی لینا دینا نہیں تھا یہ کرشمہ تو مودی کی شخصیت کا ہے یہ رجحان آہستہ آہستہ اتنا مضبوط ہو گیا کہ پہلے بی جے پی کے صدر نڈا نے کہا کہ آج بی جے پی جس مقام تک پہنچ گئی ہے وہاں اس کو آر ایس ایس کی ضرورت نہیں رہی اور پھر یہ ہوا کہ مودی جی شخصیت کے کرشمہ کے آگے بی جے پی کی بھی اہمیت ختم ہو گئی اور 2024 کے انتخابات کے آتے آتے ون نیشن ون لیڈر کے رجحان کو لوگوں کے اذہان میں بٹھایا جانے لگا، مودی ہے تو سب ممکن ہے یا یہ کہ مودی کی گارنٹی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان 10 سالوں میں مودی سرکار نے مسلم اقلیت پر جو نوازشیں کیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں وہ تین طلاق کا مسئلہ ہو، یا کشمیر سے 370 کا خاتمہ جس کا کوئی تعلق بظاہر کشمیر کے باہر کے مسلمانوں سے قطعاً نہ تھا لیکن اس کو پیش ایسے ہی کیا گیا جیسے یہ پورے ملک کے مسلمانوں کا مسئلہ ہو، سی اے اے، این آر سی، بلڈوزر کا استعمال ہر وہ کام کیا گیا جس سے پولرائزیشن ہو اور 20-80 کا کھیل یہ سب چلتا رہا اس پر آر ایس ایس بھی بغلیں بجاتا رہا۔ جب مودی جی اور بی جے پی نے 400 پار کا نعرہ دیا آر ایس ایس کو بھی یقین تھا کہ مودی ہے تو سب ممکن ہے لیکن جب یہ ممکن نہیں ہوا اور عوام نے آئینہ دکھاتے ہوئے بی جے پی کو 400 پار سے 240 پر لا پٹخا تب آر ایس ایس کے ہاتھوں کے بھی طوطے اُڑ گئے اسی کے بعد آر ایس ایس نے ہار کا سارا ٹھیکرا مودی کے سر پھوڑ دیا آر ایس ایس کے چیف موہن بھاگوت نے بغیر نام لئے لیکن صاف صاف اشاروں میں کہہ دیا کہ بی جے پی کی شکست مودی کے تکبر اور انانیت کی دین ہے اور انہوں نے مودی کو مریادا کا پاٹھ پڑھانا شروع کر دیا بات اسی پر نہیں رکی آر ایس ایس کے ایک اور بڑے لیڈر اندریش کمار جو مسلم راشٹریہ منچ کے نگراں ہیں انہوں نے بھی مودی کو ہی نشانہ پر لے لیا۔ معلوم نہیں آر ایس ایس اور بی جے پی میں جو اتنی ٹھنی ہوئی ہے یہ حقیقت ہے یا یہ لورا کشتی ہے؟

> **آر ایس ایس چیف موہن بھاگوت ان دنوں یوپی کے گورکھپور میں ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں ان کے یو پی کے دورہ کو لے کر خبر آئی تھی کہ وہ وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ سے ملاقات کریں گے لیکن سب گپ چُپ ہونا تھا مگر نہ جانے کیسے یہ خبر لیک ہو گئی۔**

ان دنوں موہن بھاگوت یو پی میں ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں یہی وہ صوبہ ہے جس نے 400 پار کے غبارہ میں موٹی کیل سے پنکچر کیا ہے اور اتنی ہوا بھی نہیں چھوڑی کہ بی جے پی کو اکثریت ہی مل پاتی صرف 33 سیٹیں ہاتھ لگی بازی سماجوادی پارٹی کے ہاتھ رہی انڈیا الائنس نے کل 43 سیٹیں یو پی میں جیت کر بی جے پی کے ارمانوں پر پانی پھیر دیا نصف درجن کے قریب بی جے پی کے مرکزی وزیر شرمناک شکست سے دو چار ہو گئے جن میں بڑبولی وزیر اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے والی اسمرتی ایرانی کانگریس کے کارکن کے ہاتھوں ایک لاکھ سے زائد ووٹوں سے شکست کھا گئیں، نائب وزیر داخلہ ٹینی ہوں یا سنجیو بالیان جیسے قد آور وزیر سب کو ہار کا منہ دیکھنا پڑا اس کو لے کر بی جے پی کے اندر بھی جو تم پیزار ہے خود وزیر اعظم نریندر مودی کی سیٹ جاتے جاتے بچی کہاں چار لاکھ سے جیتے تھے کہاں ڈیڑھ لاکھ سے جیتے وہ بھی اپنے قد سے کہیں چھوٹے کانگریسی لیڈر سے۔ اس ہار کو نہ بی جے پی ہضم کر پا رہی ہے نہ آر ایس ایس اس ہار کیلئے دونوں ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہرا رہے ہیں بی جے پی کا الزام ہے کہ آر ایس ایس کے ورکرس زمین پر نہیں اترے اور نہ وہ روایتی جوش دکھایا جو آر ایس ایس دکھاتا رہا ہے آر ایس ایس کہہ رہا ہے کہ مودی کا تکبر اور انانیت بی جے پی کو لے ڈوبا۔ موہن بھاگوت نے منی پور کے مسئلہ پر بھی مودی سرکار کو آڑے ہاتھوں لیا ہے۔

آر ایس ایس چیف موہن بھاگوت ان دنوں یو پی کے گورکھپور میں ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں ان کے یو پی کے دورہ کو لے کر خبر آئی تھی کہ وہ وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ سے ملاقات کریں گے لیکن سب گُپ چُپ ہونا تھا مگر نہ جانے کیسے یہ خبر لیک ہو گئی۔ اب کہا جا رہا ہے کہ موہن بھاگوت کا یوگی سے ملاقات کا کوئی پروگرام ہی نہیں تھا وہ تو یہاں آر ایس ایس کے کارکنان کے ٹریننگ کیمپ میں شرکت کرنے آئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ موہن بھاگوت خبر لیک ہونے کے بعد یوگی سے ملاقات کر کے یہ تاثر دینا نہیں چاہتے کہ وہ مودی کی جگہ اب یوگی کو آگے بڑھانے والے ہیں جو مودی کے بعد دوسرے ہندو ہردیہ سمراٹ کا درجہ ملک بھر میں رکھتے ہیں اور ہندتوا کے جھنڈا بردار ہیں۔ اب موہن بھاگوت یوگی سے ملتے ہیں کہ نہیں اس پر سب کی نظر ہے یوگی بھی اس وقت گورکھپور میں قیام کئے ہوئے ہیں۔ جو کچھ چھن چھنا کر باہر آ رہا ہے۔ کیمپ میں موہن بھاگوت آر ایس ایس ورکرس سے بی جے پی کی شکست پر فیڈ بیک لے رہے ہیں ور کرس کی شکایت ہے کہ مودی جی کی دوسری ٹرم میں سرکار اور بی جے پی نے آر ایس ایس ورکرس کو کوئی بھاؤ ہی نہیں دیا دفتروں اور پولس تھانوں میں ان کی کوئی سنتا نہیں ہے۔ جس طرح مودی کے چہرے پر پورا انتخاب لڑا گیا اور بی جے پی کی بجائے مودی کی گارنٹی کا ڈھنڈورا پیٹا ہے آر ایس ایس کی نظر میں وہ غلط تھا جس سے بی جے پی کی ہار ہوئی، سنگھ اس بات سے بھی نالاں ہے اور اس کو لگتا ہے کہ بی جے پی کانگریس کے کلچر میں رنگتی جا رہی ہے اور کانگریس کے لوگوں کو بی جے پی میں جس طرح دل کھول کر بھرتی اور ان کو ٹکٹ دیے اس سے بی جے پی کے کارکنان کے حوصلے پست ہوئے اس لئے آر ایس ایس چاہتا ہے کہ بی جے پی کو کانگریس کے کلچر سے مکت کیا جائے جبکہ بی جے پی ملک کو کانگریس سے مکت کرتے کرتے خود اس کے رنگ میں رنگتی جا رہی ہے یہ آر ایس ایس کو پسند نہیں۔ آر ایس ایس چاہتا ہے کہ بی جے پی میں ون مین شو نہیں ہونا چاہئے اور بی جے پی میں سیکنڈ صف کی لیڈر شپ بھی ابھرنی چاہیے۔ کیا آر ایس ایس کی خواہش پوری ہو پائے گی یہ دیکھنا باقی ہے۔

zuberi019@gmail.com

تلخیاں

حمنہ کبیر

- بھلے ہی آم پہلے چوس یا کاٹ کر کھایا جاتا رہا ہو لیکن اب تو بہر حال بانٹ کر ہی کھانا پڑے گا۔
- ”مسلم سماج سمجھ نہیں پا رہا ہے۔ انہیں اب سوچ سمجھ کر ہی انتخاب میں موقع دیا جائے گا۔“ بہن مایاوتی
  امید ہے مسلمان بھی سوچ سمجھ کر ہی ووٹ دیں گے۔
- چونکہ ایک پارٹی کی حکومت ہوئی نہیں, اس لئے ون نیشن ون الیکشن کی بانگ بھی کانوں کو کچھ بھلی معلوم نہ ہوگی۔
- ”این ڈی اے کی لگاتار تیسری جیت تاریخی۔“ ایک بیان
  اور بی جے پی کے لئے ”تاریکی“۔
- خبر: چنڈی گڑھ ایئرپورٹ پر کنگنا رناوت کو تھپڑ رسید۔
  انتخاب لڑیں بی جے پی سے اور نشان کانگریس کا؟
- ”میری گزارش ہے کہ جلد از جلد آپ (نریندر مودی) کام شروع کر دیں۔ تقریب حلف برداری آج ہی ہو جاتی تو اچھا تھا۔“ نتیش کمار
  خوف ہے کہ کہیں ہماری طبیعت ”مچل“ نہ جائے۔
- ”منی پور ایک سال سے امن کی راہ دیکھ رہا ہے، اس پر دھیان دینا ہوگا۔“ موہن بھاگوت
  ورنہ اگلی دفعہ مزید سیٹیں ہاتھ سے نکل جائیں گی۔
- ”وزیر اعظم کی تقریب حلف برداری تقریب کم میلہ زیادہ لگ رہا تھا۔“ شتروگھن سنہا
  لیکن ڈگڈگی بجانے پر اب عوام ناچنے والی نہیں ہے۔
- ”سوشل میڈیا سے ”مودی کا پریوار“ ہٹالیں۔“ ایک بیان
  کیونکہ اب انتخابات اور نتائج دونوں آ ہی گئے ہیں۔
- ”پی ایم مودی مسلم ٹوپی پہنیں گے تو اچھا پیغام جائے گا۔“ نصیر الدین شاہ
  ضرور پہنیں لیکن ”پہنائیں“ نہیں۔

hamnaahvazi@gmail.com